سوال

(406) بچوں پر خرچ کرنے کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اولاد پر خرچہ کا کیا حکم ہے اور اس کی کیا حد ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ چھوٹے بچے جن کے پاس مال نہ ہو اس وقت تک ان کی خوراک ولباس کا خرچہ والد کے ذمہ ہے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائیں۔ امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

ہمیں اہل علم میں سے جتنے بھی یاد ہیں ان سب کا اس پر اجماع ہے کہ ان بچوں کا خرچہ جن کے پاس مال نہیں والد کے ذمہ ہے اور اس لیے بھی کہ اولاد انسان کا ایک حصہ ہے اور والد کے جگر کا ٹکڑا ہے۔ لہذا جس طرح اس کا اپنے آپ اور گھر والوں پر خرچ کرنا واجب ہے اسی طرح اپنی اولاد اور ماں باپ پر خرچ کرنا بھی واجب ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھئے المغنی لابن قدامة (8/171)

علمائے کرام کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ والد پر اس بیٹے کا کوئی خرچہ لازم نہیں جس کے پاس مال ہو اور وہ مستغنی ہو، اگرچہ وہ عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ اس مسئلے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ اگر بیٹا فقیر اور بالغ ہو لیکن کمانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اکثر علماء کا خیال ہے کہ والد کے ذمہ اس کا خرچہ لازم نہیں اس لیے کہ وہ کمانے کی طاقت رکھتا ہے اور کچھ علماء کا کہنا ہے کہ بیٹا اگر فقیر اور بالغ ہو خواہ وہ کمانے کی طاقت ہی کیوں نہ رکھتا ہو، والد پر اس کا خرچہ لازم نہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ:

والد غنی اور مالدار ہو اور اس کا بیٹا فقیر ہو اور کمائی کرنے سے عاجز ہو اور والد مالدار ہو تو بیٹے پر اچھے طریقے سے خرچ کرنا لازم ہے۔ (مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ (3/363)، (34/105)

علمائے کرام کا اس مسئلے میں بھی اختلاف ہے کہ اگر بیٹی بالغ ہو جائے تو کیا والد کے ذمہ اس کا خرچہ ہے یا نہیں؟ اکثر علمائے کرام کا کہنا ہے کہ شادی تک اس پر خرچہ لازم ہے اور یہی قول زیادہ درست ہے اس لیے کہ وہ کمائی کرنے سے عاجز ہے۔ (واللہ اعلم) (مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: الامام لشافعی (8/340) المدونة الکبری (2/263) المبسوط (5/223) المغنی لابن قدامة (8/171) (شیخ محمد المنجد)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ نکاح وطلاق

ص492

محدث فتویٰ